مغرب اسلام دشمن کیوں ہے؟

شاہنواز فاروقی

مسلمان اس خیال سے جتنی جلد نجات حاصل کر لیں بہتر ہے کہ مغرب مسلمان دشمن ہے۔ مغرب مسلمان دشمن نہیں۔ ایک ارب 60 کروڑ مسلمانوں میں کوئی ایسی بات نہیں کہ مغرب ان سے دشمنی مول لے۔ مگر مسئلہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا دین بڑا زبردست ہے چناں چہ اولین سطح پر مغرب کو اسلام ہی سے بیر ہے۔ چوں کہ مسلمان اسلام کے ماننے والے ہیں اس لیے اسلام کی نسبت سے مسلمان بھی مغرب کو زہر لگتے ہیں۔ لیکن یہاں سوال یہ ہے کہ مغرب اسلام کو کیوں ناپسند کرتا ہے؟ وہ عرصے سے کیوں اسلام دشمنی میں مبتلا ہے؟ آیئے ان سوالات پر ذرا گہرائی میں اُتر کر غور کرتے ہیں۔

یہ زیادہ پرانی بات نہیں کہ مغرب عیسائیت کا ماننے والا تھا۔ لیکن پھر مغرب کو عیسائیت میں نقائص اور کمزوریاں نظر آنے لگیں۔ چناں چہ اس نے عیسائیت کی ''اصلاح'' کی تحریک شروع کی لیکن عیسائیت کی اصلاح کی یہ مہم بالآخر عیسائیت کے انکار پر منتج ہوئی۔ ابتدا میں عیسائیت کے انکار کا دائرہ وسیع نہ تھا۔ لیکن جیسے جیسے فلسفے اور بعد ازاں سائنس کا اثر عام ہوا عیسائیت کا انکار کرنے والوں کی تعداد بڑھتی چلی گئی۔ آج یورپ کی آبادی 50 کروڑ افراد پر مشتمل ہے۔ ان افراد کی عظیم اکثریت یعنی تقریباً 75 فی صد افراد کسی خدا اور کسی مذہب پر ایمان نہیں رکھتے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو براعظم یورپ میں عیسائیت ایک ''مردہ مذہب'' ہے۔ اسی لیے موجودہ پوپ نے یورپ کی نئی نسلوں کو گمشدہ نسلیں یا lost generation قرار دیا ہے۔ امریکا میں عیسائیت کی صورت حال یورپ سے بہتر ہے مگر وہاں بھی عیسائیوں میں لادین افراد کی تعداد مسلسل بڑھ رہی ہے۔ اس اعتبار سے امریکا میں بھی عیسائیت فنا ہوتی ہوئی قوت ہے۔

اس کے برعکس جب مغرب عالم اسلام پر نظر ڈالتا ہے تو یہ حقیقت عیاں ہو کر اس کے سامنے آتی ہے کہ اسلام پوری آب و تاب کے ساتھ زندہ ہے۔ مسلمانوں کے تمام عقائد محفوظ اور موثر ہیں۔ کروڑوں لوگ روز پانچ وقت نماز ادا کر رہے ہیں، کروڑوں لوگ روزے رکھتے ہیں، لاکھوں لوگ ہر سال حج کرتے ہیں۔ کروڑوں لوگ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ مسلمان ناقص العمل تو ہیں مگر ناقص الایمان نہیں۔ اور جب تک ایمان زندہ ہے اس وقت تک یہ امکان ہر وقت موجود ہے کہ مسلمان آج نہیں تو کل اپنے اعمال کے نقائص بھی دور کر لیں گے۔ مغربی دنیا کے تحقیقی ادارے تحقیق کرتے ہیں تو انہیں معلوم ہوتا ہے کہ عالم اسلام کے 80 فی صد سے زائد عوام اسلامی نظام کو ہر مسئلے کا حل سمجھتے ہیں۔ مسلمانوں کے اعمال اور اخلاق دونوں ہی کمزور ہیں مگر ان کے جذبے اور ایمان کا یہ عالم ہے کہ وہ اسلام یا پیغمبر اسلام کی معمولی سی توہین بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ مغرب اپنے یہاں عیسائیت کو مردہ حالت اور اسلام کو زندہ حالت میں دیکھتا ہے تو اسے حیرت بھی ہوتی ہے اور ملول بھی ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ اسلام اور مسلمانوں سے حسد بھی محسوس کرتا ہے۔ مسلمان کسی اور چیز میں ''امیر'' ہوں یا نہ ہوں مگر مذہب، مذہبی فکر اور مذہبی جذبے میں کھرب پتی ہیں اور مغرب ان دائروں میں ہزار پتی بھی نہیں ہے۔ اس بات کا ایک ثبوت یہ ہے کہ سابق پوپ بینی ڈکٹ ششم دہم نے ایک بیان میں فرمایا تھا کہ مسلمان خود کو اس لیے برتر سمجھتے ہیں کہ ان کے دعوے کے

یعنی قرآن موجود ہے۔ اور اسی طرح موجود ہے جس طرح وہ نازل ہوا تھا۔ آرنلڈ ٹوائن بی 20 ویں صدی word of god مطابق ان کے پاس
کے عظیم ترین مورخین میں سے ایک ہے۔ اس نے ایک گفتگو میں صاف کہا ہے کہ مغربی تہذیب مر رہی ہے لیکن اسے ابھی بچایا جاسکتا ہے۔ تاہم اس
کی دو شرائط ہیں۔ ایک یہ کہ مغربی تہذیب اپنے اندر کسی نہ کسی قسم کی روحانیت کو داخل کرے اور دوسری یہ کہ وہ ٹیکنالوجی کے عشق سے جان
چھڑالے۔ اس بیان کا مطلب یہ ہے کہ اہل مغرب روحانیت کے خلا اور اپنے یہاں اس کی عدم موجودگی کو محسوس کرتے ہیں اور مسلمانوں کے پاس یہ چیز
مغرب کے مقابلے پر ''وافر مقدار'' میں موجود ہے۔ چناں چہ اسلام اور مسلمانوں سے مغرب کا حسد سمجھ میں آتا ہے۔ مغرب مسلمانوں کی ''روحانی
امارت'' سے نمٹنے کے لیے طرح طرح کی حرکتیں کرتا رہتا ہے۔ کبھی وہ کہتا ہے کہ اسلام معاذاللہ ایک جھوٹا مذہب ہے اور پیغمبر اسلام معاذاللہ پیغمبر
ہیں۔ لیکن اگر ایسا ہی ہے تو ایک جھوٹے مذہب اور غیر نبی کو اہمیت دینے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ لیکن genius نہیں۔ وہ صرف ایک عبقری یا
مغرب کے نزدیک پیغمبر اسلام اتنے اہم ہیں کہ مغرب نے آپؐ کی توہین کو ''معمول'' بنا دیا ہے۔ انسان کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ کبھی دوسرے کی تعریف
کرکے اس کی اہمیت کا اعتراف کرتا ہے۔ کبھی اس کی مذمت کرکے اس کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہے۔ لیکن مغرب کا مسئلہ صرف اتنا سا نہیں ہے کہ وہ اسلام
کو ایک زندہ مذہب کی حیثیت سے ملاحظہ کرکے اپنی روحانی عسرت کا ماتم کرتا ہے۔

کرنے کی استعداد بھی غیر معمولی ہے اور اسلام کا یہ پہلو بھی مغرب کو پریشان کرتا reinvent اسلام کی تخلیقی صلاحیتیں اور خود کو از سر نو دریافت یا
ہے۔ آج سے 70، 80 سال پہلے مغرب کا خیال تھا کہ اسلام دنیا کو جو کچھ دے سکتا تھا دے چکا اور اب اس کے پاس دنیا کو دینے کے لیے کچھ نہیں ہے۔
ہے اور اب اس کا اثر عقائد، عبادات اور اخلاقیات تک محدود رہے گا۔ لیکن اقبال اور spent force یعنی مغرب کی اصطلاح میں اسلام معاذاللہ ایک
ان سے کہیں زیادہ مولانا مودودی نے ثابت کیا کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ چناں چہ اسلامی معاشرے کی ریاست وسیاست، قانون ومعیشت
اور علم وادب بھی اسلامی اصولوں اور تصورات کی پاسداری کریں گے۔ ایک وقت تھا کہ اسلام کے ایک ضابطہ حیات ہونے یا نہ ہونے کے مسئلے پر بحثیں
ہوتی تھیں۔ لیکن اقبال، مولانا مودودی، سید قطب شہید اور حسن البنا کی فکر نے اس بحث کو ختم کردیا اور اب سوال صرف اسلام کو ایک نظام میں ڈھالنے
اور اس کا تجربہ کرنے کا ہے۔ فکر اور تصورات کے دائرے میں یہ ایک بہت بڑا انقلاب ہے اور مغرب اس انقلاب کو دیکھ رہا ہے اور حیران ہو رہا ہے کہ
کیا ہے۔ لیکن مغرب کا نفسیاتی مسئلہ صرف یہی نہیں ہے۔ re-discover کس طرح اسلام نے چند دہائیوں میں اپنی بازیافت کی ہے یا خود کو

بیسویں صدی مغرب کیا پوری دنیا میں سیکولرازم کے غلبے کی صدی ثابت ہوئی۔ مغرب میں عیسائیت نے اور مشرق میں ہندوازم، یہودیت اور بدھ ازم
نے سیکولرازم کے آگے ہتھیار ڈالے اور ریاست وسیاست اور معیشت وعلوم وفنون میں اس کی بالادستی کو دل سے تسلیم کیا۔ لیکن اسلام اور اس کے زیر
اثر اسلامی تحریکوں نے مغرب اور اس کے سیکولرازم کی بالادستی کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا۔ چناں چہ کم وبیش تمام اہم مسلم ریاستوں اور معاشروں
میں اسلام ایک زبردست مزاحمتی قوت بن کر سامنے آیا۔ اسلام کی اس مزاحمتی قوت کے کئی پہلو ہیں۔ مثلاً ایک پہلو یہ ہے کہ مغرب کبھی اسلام کو طاقت
کے ساتھ منسلک کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اسلام پسند صرف طاقت کے ذریعے اقتدار میں آسکتے ہیں لیکن اسلامی تحریکوں نے جمہوری طریقے سے اقتدار میں

آ کر دکھادیا۔الجزائر، فلسطین، مصر، تیونس اور ترکی اس کی بڑی بڑی مثالیں ہیں مگر مغرب نے ہر جگہ اسلام اور اسلامی تحریکوں کے خلاف شرمناک اور رکیک سازشیں کیں۔ لیکن یہ سازشیں صرف اسلامی تحریکوں کو اقتدار سے محروم کرسکتی ہیں۔اسلام اپنی تمام تر قوت و شوکت اور امکانات کے ساتھ مسلم معاشروں میں موجود ہے اور یہی اہم بات ہے۔اسلام کی مزاحمت کے دو عظیم الشان مظاہرے مغرب نے افغانستان میں دیکھے۔پہلے اس نے افغانستان میں اس جہاد ''بازیافت'' ہوتے دیکھا جسے ماضی کا قصہ قرار دیا جاچکا تھا۔پھر مغرب نے جہاد کی قوت سے وقت کی سپر پاور سوویت یونین کو افغانستان میں شکست سے دوچار ہوتے دیکھا۔یہ 20ویں صدی کا ایک معجزہ تھا۔لیکن اس سے بھی بڑا معجزہ افغانستان میں امریکا اور اس کے تین درجن سے زیادہ اتحادیوں کی شکست ہے۔امریکا 16 سال پہلے افغانستان میں آیا تھا۔مگر وہ وہاں نہ طالبان کو ختم کرسکا نہ کوئی موثر حکومت قائم کرسکا۔اب امریکی خود کہہ رہے ہیں کہ افغانستان کے پچاس فی صد حصے پر طالبان کا کنٹرول ہے۔یہ طالبان کی قوت مزاحمت کی نہیں اسلام کی قوت مزاحمت کی مثال ہے۔

---جاری ہے---

شاہنواز فاروقی 1111111111111111111

اس کے ساتھ ساتھ ہم دیکھ رہے ہیں کہ فلسطینی 70 سال سے اسرائیل کی مزاحمت کررہے ہیں اور کشمیر کے حوالے سے خود بھارتی یہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں ایسی نسلیں ہمارے سامنے آکر کھڑی ہوگئی ہیں جنہوں نے موت کے خوف کو فتح کرلیا ہے۔یہ بھی اسلام کی قوت کا ایک ''شاہکار'' ہے۔مغرب اسلام کی اس غیر معمولی اور تاریخ ساز قوت مزاحمت کو دیکھ رہا ہے اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اس کا خون کھولتا چلا جارہا ہے۔لیکن اسلام کے حوالے سے مغرب کے کچھ اور ''مسائل'' بھی ہیں۔

مادی اعتبار سے دیکھا جائے تو اس وقت اسلام اور مغرب کا کوئی موازنہ ہی نہیں۔اسلام کے پاس نہ عسکری طاقت ہے، نہ معاشی قوت، اس کے پاس نہ سائنس ہے نہ ٹیکنالوجی، اسلام کے پیروکاروں میں علم اور اخلاق کی حالت بھی اچھی نہیں، اس کے باوجود اسلام مغرب میں لاکھوں اہل مغرب کو مشرف بہ ایمان یا مشرف بہ اسلام کرچکا ہے۔اہم بات یہ ہے کہ ان لوگوں میں صرف عام لوگ شامل نہیں، ان میں دانش ور، سفارت کار، صحافی، گلوکار، اداکار اور اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد شامل ہیں۔یہ صورت حال ایک ''معجزے'' کی طرح ہے۔اس لیے کہ مادی اعتبار سے مغربی تہذیب ''برتر تہذیب'' ہے اور اسلامی تہذیب ایک ''کمتر تہذیب'' ہے اور تجربہ بتاتا ہے کہ برتر تہذیب کے لوگ کمتر تہذیب کا مذہب قبول نہیں کیا کرتے۔اس کے معنی یہ ہیں کہ اسلام اور اس کی تہذیب میں کوئی ایسی کشش ہے جو مغرب کے لوگوں کے لیے اسلام اور اہل اسلام کی مادی عسرت کو اہم نہیں ہونے دے رہی۔ مسلم معاشروں کے حکمران اور سیکولر و لبرل دانش ور نیز ذرائع ابلاغ تو گھامڑ ہیں ورنہ اس معجزے میں انہیں اسلام کی کئی فوقیتیں صاف نظر آسکتی تھیں۔

اسلام کی ایک اور خوبی مغرب کا درد سر ہے۔ یہ درد سر ہے اسلام اور اسلامی تہذیب کی جامعیت۔ مغرب کا کمال یہ ہے کہ اس نے ایک بے خدا اور لا مذہب تہذیب پیدا کی لیکن اس تہذیب میں اتنی جامعیت ہے کہ مادی دائرے میں زندگی کا کوئی گوشہ جدید مغربی تہذیب کی دسترس سے باہر نہیں رہتا۔ مغرب اپنی تہذیب کی جامعیت پر بجا طور پر اتراتا ہے۔ لیکن جب وہ اسلام اور اسلامی تہذیب کو دیکھتا ہے تو یہ سوچ کر حیران اور پریشان ہو جاتا ہے کہ اسلامی تہذیب جتنی جامع ہے جدید مغربی تہذیب اس کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ اسلامی تہذیب اتنی جامع نہ ہوتی تو دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کی طرح مسلمان کبھی کے سیکولر ہو چکے ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ مغرب مسلم معاشروں میں ریاست اور مذہب کے تعلق کو توڑ کر مذہب اور اسلامی تہذیب کی رسائی کو محدود کرنا چاہتا ہے۔

دیکھا جائے تو اسلام کے حوالے سے مغرب کا ایک خوف یہ ہے کہ اسلام صرف زندہ اور مزاحمت کرنے والا ہی نہیں بلکہ وہ اپنی جامعیت کی وجہ سے مغرب کا ''متبادل'' بننے اور اس عمل میں کامیاب ہونے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔ مغرب کے لیے متبادل کا خوف اتنا بڑا خوف ہے کہ مغرب نے 70 سال تک اس خوف سے سوشلزم کی مزاحمت کی اور اس کے خلاف سازشیں کیں کہ کہیں سوشلزم اس کے نظام کا متبادل نہ بن جائے۔ اسلام مغرب کے نظام کا متبادل مہیا کرنے میں کامیاب ہو گیا تو ایک ارب 50 کروڑ مسلمان اور مسلمانوں کی پچاس سے زیادہ ریاستیں مغرب کی گرفت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نکل جائیں گی۔